قبل از اسلام عربوں کی معاشرتی تنظیم کے بنیادی عوامل

غلام حیدر آسی

کسی بھی معاشرے کی معاشرتی تنظیم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کے زمانی و مکانی حدود کی تعیین کر لی جائے۔ قبل از اسلام عربوں کی معاشرتی تنظیم کے مطالعہ کے لئے سر زمین عرب کا وہ حصہ جو حجاز و نجد کے صوبوں پر مشتمل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی بعثت سے ایک صدی قبل تک کا زمانہ زیر بحث آئے گا۔

خطۂ عرب جسے اسلام اور مسلمانوں کے مرکز ہونے کا شرف حاصل ہے بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہی سے دنیائے انسانیت کا بالعموم اور دنیائے اسلام کا بالخصوص مرکز توجہ رہا ہے۔ عرب کی وجہ تسمیہ کے بارے میں اکثر محققین کی رائے یہ ہے کہ سامی زبانوں میں لفظ عرب سے مراد ہمیشہ شمالی صحرائے جزیرۃ العرب یا ساکنین شمالی صحرائے عرب رہے ہیں۔ بعد میں اس کا اطلاق تمام جزیرۃ العرب اور اس کے رہنے والوں پر کیا جانے لگا۔ عربی زبان میں اس کے مترادفات بدو، بادیہ اور ''واد غیر ذی زرع'' مستعمل ہوتے رہے ہیں (۱)۔

یونانی مؤرخ بطلیموس نے ملک عرب کو طبعی طور پر تین قدرتی حصوں میں تقسیم کیا ہے اور یہ تقسیم یورپین جغرافیہ نویسوں اورسیاحوں کے ہاں عموماً مسلم رہی ہے۔ (۱) عرب ریگستان (Arabia Deserta) (۲) عرب سنگستان (Arabia Petra) (۳) عرب آبادان (Arabia Felix) - عرب مؤرخین اور جغرافیہ نویسوں نے عرب کو سطح زمین کے لحاظ سے عموماً پانچ حصوں میں

تقسیم کیا ہے۔ (۱) تہامہ یا غور (۲) حجاز (۳) نجد (۴) یمن (۵) عروض (۲) ان میں سے خطۂ حجاز ہی وہ جنت ارضی ہے جہاں وحی الہی کی نہریں جاری ہوئیں، دین مقبول اور ہدایت دائمی کا شجر طیب اگا اور نظم و فلاح انسانیت کا ثمر شیریں حاصل ہوا۔ خالق کائنات نے دنیائے انسانیت کے لئے مکمل اسوۂ حسنہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر بنی نوع انسان کو کامیاب دنیوی اور اخروی زندگی کی تمام راہیں دکھا دیں۔ چنانچہ اسی خطۂ زمین میں اللہ تعالی کے آخری رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیائے انسانیت کے لئے کامیاب معاشرتی، سیاسی، معاشی اور اخلاقی نظام کی تابندہ مثالیں قائم کیں اور فریضۂ رسالت ادا کر کے دائمی شریعت الہیہ کی پائدار عمارت تعمیر کی۔

دین مبین ''الاسلام'' کے عطا کردہ معاشرت کے بنیادی اور ابدی رہنما اصولوں اور ان کی روح کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے قبل از اسلام عرب کے معاشرہ کے خد و خال، عواسل تنظیم، قواعد و ضوابط بلکہ پوری تعمیر معاشرت سے کماحقہ آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ مصلحین امت مسلمہ نے اس امر کی اہمیت و افادیت پر ہمیشہ زور دیا ہے۔ مثلاً شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

ان کنت ترید النظر فی معانی شریعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فتحقق اولا حال الامیین الذین بعث فیھم التی ھی مادۃ تشریعہ و ثانیاً کیفیۃ اصلاحہ لھا بالمقاصد المذکورۃ فی باب التشریع و التیسیر و احکام اللہ .... (۳)

ترجمہ: اگر تم شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے مقاصد میں غور و فکر کرنا چاہتے ہو تو پہلے ان امی لوگوں کے حالات کا تحقیقی مطالعہ کرو جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم مبعوث ہوئے کیونکہ یہی حالات ہی تشریعی مادہ ہیں پھر ان حالات کی اصلاح کی اس کیفیت کو تحقیقی نظر سے جانچو جو تشریع، تیسیر اور احکام ملت کے مذکورہ مقاصد کی اساس ہے۔

اسی طرح تدبیر المنازل کے سلسلہ میں لکھتے ھیں :

اعلم ان اصول فن تدبیر المنازل مسلمہ" عند طوائف العرب و العجم لھم اختلاف فی اشباحھا و صورھا و بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی العرب واقتضت الحکمہ" ان یکون طریق ظھور کلمہ" اللہ فی الارض غلبتھم علی الادیان و نسخ عادات اولئك بعاداتھم و ریاسہ" اولئك بریاستھم فاوجب ذلك ان لا یتعین تدبیر المنازل الا فی العادات للعرب و ان تعتبر تلك الصور والاشباح باعیانھا (۳)

ترجمہ : معلوم رھے کہ فن تدبیر المنازل کے اصول عرب اور عجم کی جماعتوں میں مسلم ھیں لیکن ان کی اشباح اور صورتوں میں اختلاف ھے ۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم عربوں میں مبعوث ھوئے اور حکمت الٰہی کا مقتضیٰ بھی یہی تھا کہ زمین میں کلمہ" اللہ کے ظہور کا طریق تمام ادیان پر غالب ھو، ان کی عادات کا دوسروں کی عادات کو منسوخ کر دینا اور ان کی ریاست کا تمام دیگر ریاستوں کو مٹا دینا اس لئے ضروری قرار دیا کہ تدبیر منازل کا تعین صرف عربوں کی عادات ھی سے ھوگا اور اشباح وصور بھی انھی کے مطابق ھونگے ۔

مستشرقین کی طرف سے عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ھے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ و سلم نے قریشیوں کے طرز معاشرت کو عربوں پر اور عربوں کے طرز معاشرت کو عجمیوں پر غالب کر دیا ۔ لیکن وہ اس حقیقت کو بھول جاتے ھیں کہ جب بھی کوئی ھادی اللہ تعالی کی طرف سے بنی نوع انسان کی ھدایت و اصلاح کے لئے آتا ھے تو وہ اپنے دور کے تمام معاشرتی اصولوں کو یکسر منسوخ نہیں کر دیتا ۔ بنی نوع انسان کو زندگی گذارنے کے تمام طریقے تخلیق آدم کے وقت سے ھی سکھا دیے گئے تھے لیکن شیطانی عوامل کی کار فرمائی کی وجہ سے ان میں جن آلائشوں کا اندیشہ تھا ان کی اصلاح کا انتظام ھادیوں کے ذریعہ کیا گیا ۔ لہذا ھر رسول اپنے معاشرہ میں حسب ضرورت ھدایت ربانی

کے دائمی اصولوں کی روشنی میں اصلاح و اخراج ، اور ابقاء و ایجاد کرتا ہے۔ اس لئے اسلام کے معاشرتی اصولوں کی روح کو سمجھنے کے لئے قبل از اسلام عربوں کی معاشرتی تنظیم کے بنیادی عوامل کا تجزیہ ناگزیز ھو جاتا ہے۔

قبل از اسلام عربوں کے معاشرتی نظام کے بارے میں اکثر لکھنے والے صرف ان کے عادات و خصائل ، اوصاف و قبائح یا رسم و رواج کا ذکر کر دیتے ھیں لیکن ان کی معاشرتی تنظیم کے بنیادی عوامل اور اداروں کا بیان نہیں کیا جاتا۔ اس کی اصل وجہ مواد و معلومات کی کمی یا اصول عمرانیات سے لاعلمی ہے۔

اصول عمرانیات کی رو سے ھر زمانہ میں اور ھر مقام پر بنی نوع انسان کی احتیاجات کی تین صورتیں رھی ھیں۔ ایک قسم ان احتیاجات کی ہے جنھیں انسان بذات خود پورا کر سکتا ہے اور دوسرے افراد کا محتاج نہیں ھوتا مثلاً سونا ، جاگنا وغیرہ دوسری قسم ان احتیاجات کی ہے جن کی تکمیل کے لئے وہ دوسروں کا محتاج ھوتا ہے ، لیکن وہ احتیاجات صرف اس کی ذات سے متعلق ھوتی ھیں مثلاً غذا کا حاصل کرنا ، بودوباش کا سامان مہیا کرنا ، میلان جنسی کی تکمیل وغیرہ۔ یہ دونوں قسمیں حیاتیاتی احتیاجات کہلاتی ھیں۔ احتیاجات کی تیسری قسم وہ ہے جنھیں وہ اپنی نوع معاشرہ کے لئے اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے ان کا نام معاشرتی احتیاجات ہے۔

ان ھی حیاتیاتی و معاشرتی احتیاجات کی بنا پر جو انسانی جبلت کا خاصہ ھیں ، انسان معاشرتی زندگی گذارنے پر مجبور ھوتا ہے۔ لیکن اس معاشرتی زندگی کا قیام انسانی ذھن میں اٹھنے والے بنیادی سوالات : انسان کیا ہے ؟ کائنات سے اس کا کیا تعلق ہے ؟ ان دونوں کا خالق کون ہے ؟ انسان کا مقصد حیات کیا ہے ؟ کے جوابات کا ایک مکمل نظریہ قائم کر لینے کے بعد ھی ھوتا ہے اور اسی نظریہ پر قائم ھونے والی معاشرت ھی حیات انسانی کے جملہ پہلوؤں کا مدار ھوتی ہے۔

ھر معاشرہ کی معاشرتی تعمیر دو قسم کی جمعیتوں پر ھوتی ہے

(۱) بنیادی معاشرتی جمعیتیں۔ Basic Social Groups.

(۲) ثانوی معاشرتی جمعیتیں ۔ Secondary Social Groups.

جب انسان اپنی حیاتیاتی و معاشرتی احتیاجات کی تکمیل کی خاطر معاشرتی و جماعتی زندگی کو وجود میں لاتا ھے تو اس طرح معاشرہ کا وہ ماحول جس میں افراد کا تعلق بالمشافہہ اور دو بدو ھوتا ھے اور تاثیر و تاثر روبرو عمل پذیر ھوتا ھے ابتدائی جمعیت کہلاتا ھے ۔ اس بنیادی اور ابتدائی جمعیت ھی میں سب سے پہلے افراد کے رجحانات عادات اور اخلاق ڈھلتے ھیں اس میں اشتراک عمل کی روح خلوص پر مبنی ھوتی ھے اور دائمی قربت کی بنا پر پائدار بھی ھوتی ھے ۔ اس کی رکنیت پیدائشی اور جبری ھوتی ھے ان میں سے اھم ترین بنیادی جمعیت گھر یا خاندان ھے ۔

ثانوی جمعیتیں معاشرہ کے مسلم روابط و تعلقات کو قائم کرنے اور معاشرتی ضروریات و مقتضیات کو پورا کرنے کے لئے عمل میں آتی ھیں اور یہ وہ ادارے ھوتے ھیں جن کی بنیاد کسی تخییل پر مبنی ھوتی ھے اور اس کے طریق کار کا ایک خاص ضابطہ ھوتا ھے جس کے احترام پر معاشرہ مجبور ھوتا ھے ۔ (۵)

قبل از اسلام عرب معاشرہ میں بھی یہ دونوں قسم کی جمعیتیں موجود تھیں جن کی بنیاد علم و ھدایت کی بجائے جہالت و شیطنت کے اصولوں پر تھی ، جن کا محور ایقان حسب و نسب اور ایمان عصبیت و قبائلیت اور تقلید آباء کا عقیدہ تھا ۔ مذھبی عقاید ان کی خواھشات کے تابع تھے ۔ ان کا تمدن و معاشرت ، سیاست و معیشت اور اخلاق و اطوار سب تقلید آباء اور عصبیت حسب و نسب کے عقیدہ پر قائم تھے ۔ شعر جاھلی ، خطبات جاھلیہ اور قرآن و حدیث سب اس امر پر روشنی ڈالتے ھیں ۔ پہلے شعر جاھلی سے چند مثالیں ملاحظہ ھوں :

معاویہ بن مالک بن جعفر بن کلاب معود الحکماء اپنے ایک مشہور قصیدہ میں کہتا ھے ۔

انی امرؤ من عصبۃ مشھورۃ　　حشد لھم مجد اشم تلید
الفوا اباھم سیدا و اعانھم　　کرم و اعمام لھم و جدود (۶)

ترجمہ : میں ایک مشہور جماعت کے چیدہ اشخاص میں سے ہوں جن کو بہت بڑی بزرگی ورثہ میں ملی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ کو سردار پایا اور بزرگی نے ان کی مدد کی اور وہ اجداد و اعمام والے لوگ ہیں۔

ایک اور شاعر عوف بن الاحوص کہتا ہے :

و لکن نلت مجد اب و خال　　　و کان الیھما ینمی العلاء (۷)

ترجمہ : لیکن مجھے تو ددھیال و ننھیال کی بزرگی حاصل ہے اور بلندی و شرافت انہی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔

بنی نمیر کا ایک شاعر فخریہ انداز میں کہتا ہے

فآبائی سراۃ بنی نمیر　　　و اخوالی سراۃ بنی کلاب (۸)

میرے ددھیال بنو نمیر کے سردار ہیں اور میرے ننھیال بنو کلاب کے سردار ہیں۔

عمرو بن ھذیل العبدی مالک بن مسمع کی ھجو کرتے ہوئے طنزیہ کہتا ہے۔

وما تستوی احساب قوم تورثت　　　قدیما و احساب نبتن مع البقل (۹)

ان لوگوں کا حسب جنہیں وراثت میں بزرگیاں قدیم سے ملی ہوں اور ان لوگوں کا حسب جو سبزی کے ساتھ اگے ہوں، کبھی برابر نہیں ہوسکتے۔

وہ صرف اپنے آباء واجداد کے کارناموں پر فخر کرنے پر قائع نہیں ہوتے تھے بلکہ ان کے روایاتی کارنامے تقلیداً سر انجام دینے کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ مثلاً ایک شاعر کہتا ہے :

لسنا و ان احسابنا کرمت　　　یوماً علی الاحساب نتکل

نبنی کما کانت اوائلنا　　　تبنی و نفعل مثل ما فعلوا (۱۰)

ہم ایک دن کے لئے بھی اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں پر قناعت نہیں کرتے، اگرچہ ان کے کارنامے شاندار ہیں ہم ان کی روایات کو باقی رکھتے ہیں اور انہی کی طرح کارہائے نمایاں سر انجام دیتے ہیں۔

معاشرہ میں حسب و نسب کی بزرگی کے اس اثر و نفوذ کے پیش نظر بعض اوقات کچھ لوگ اپنے آپ کو دوسروں کے آباؤ واجداد سے منسوب کر لیتے تھے۔ بنی قیس بن ثعلبہ کا ایک شاعر اسی امر کی نشاندھی کرتے ہوئے کہتا ہے

انا بنی نہشل لا ندعی لا ب　　عنه ولا هو بالآباء یشرینا (۱۱)

ترجمہ: ہم نہشل کی اولاد ہیں نہ ہم اسے چھوڑ کر اپنے آپ کو کسی دوسرے کے باپ سے منسوب کرتے ہیں اور نہ وہ ہمیں دوسروں کے ہاں بیچ دیتا ہے۔

آباء و اجداد کے کارناموں پر مفاخرت کا نتیجہ باہمی منافرت اور انتشار کی صورت میں ظاہر ہوتا۔ اسی سے فساد فی الارض اور خونریزی شروع ہو جاتی۔ مفاخرت اس سوسائٹی کا ایک معاشرتی شعار تھا چنانچہ اشعث بن قیس الکندی کہتا ہے۔

فمن قال کلا او اتانا بخطه　　ینافرنا فیها فنحن نخاطر

تعالوا قفوا کی یعلم الناس اینّا　　له الفضل فیما او رثته الا کابر (۱۲)

ترجمہ: پس جو انکار کرتا ہے یا نیزہ لے کر ہمارے مقابلے پر آتا ہے ہم اسے نیزہ کا نشانہ بناتے ہیں۔ آؤ اور ٹھہر کر مقابلہ کرو تاکہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ ہم میں سے کس کے بزرگ وراثت میں بزرگی چھوڑ گئے ہیں۔

گویا اس معاشرہ میں جہاں حسب و نسب کی عصبیت اجتماعیت کی بنیاد تھی وہاں انتشار و افتراق کا بنیادی سبب بھی تھی۔

خطبات جاہلیہ سے چند مثالیں:

علقمہ بن علاثہ بن عوف الاحوص اور عامر بن الطفیل میں جب منافرت ہوئی تو عامر بن الطفیل نے اسے کہا: ”واللہ انی لاکرم منك حسباً و اثبت منك نسباً و اطول منك قصباً . . .“ خدا کی قسم میں تجھ سے حسب کے لحاظ

سے زیادہ کریم ، نسب میں زیادہ ثابت اور بلحاظ جثہ زیادہ مضبوط ہوں۔ علقمہ کا جواب بھی یہی تھا کہ تم جسیم سہی میں کمزور سہی ، تم خوبصورت سہی میں قبیح سہی ، لیکن میں تمہیں حسب نسب میں مقابلے کی دعوت دیتا ہوں ۔

کسریٰ نوشیرواں کے سامنے جب مختلف اشراف العرب نے اپنے اپنے مفاخر بیان کیے تو اس وقت بھی ہر ایک کا سرمایۂ افتخار یہی حسب و نسب تھا (۱۳) احادیث میں بھی متعدد روایات سے عربوں کی نسب پرستی کا ثبوت ملتا ہے ۔

عن ابی مالک الاشعری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال اربع فی امتی من امر الجاھلیہ لا یترکونھن الفخر فی الاحساب و الطعن فی الانساب و الاستسقا بالنجوم و النیاحہ (۱۴) ۔

ترجمہ : حضرت ابو مالک الاشعری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا میری امت میں جاھلیت کی چار چیزیں اسی طرح رھیں گی کہ لوگ انہیں نہیں چھوڑیں گے (ایک نہ ایک گروہ ایسا ضرور رہے گا جو ان کو کچھ نہ کچھ اپنائے رکھے گا ۔) آباء و اجداد کی روایات پر فخر ، انساب میں طعن ، ستاروں کے ذریعے بارش طلب کرنا ، نوحہ کرنا ۔

اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کے مختلف ارشادات میں حسب و نسب کے باطل عقیدہ کی مذمت کر کے حسب و نسب کے مفہوم میں وسعت اور حقیقت پیدا کی گئی ہے ۔ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا : الحسب المال و الکرم التقویٰ ۔ انسان کی کمائی اس کا حسب اور تقویٰ اس کی بزرگی (بمنزلہ نسب) ہے (۱۵) ایک اور روایت میں آیا ہے ۔ کرم المومن تقواہ و دینہ حسبہ مومن کی بزرگی (نسب) اس کا تقویٰ اور اس کا دین (اعمال) اس کا حسب ہے (۱۶) حضرت ابو ذرؓ نے جب اپنے غلام کو اس کی ماں اور نسب کے بارے عار دلائی تو رسول اللہ کی زبان سے یہ کلمات نکلے " انک امرؤ فیك

جاهلیۃ" (تم ایسے شخص ہو جس میں ابھی جاہلیت کی عادت پائی جاتی ہے) اس حدیث میں حسب و نسب پر فخر کر کے قبل از اسلام کے معاشرہ میں انتشار و افتراق پھیلانے کی عادت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے (۱۷)

قرآن مجید میں بھی نہایت تاکید کے ساتھ تفہیم کے انداز میں انسانیت کو اس شیطانی حربہ "خلقتنی من نار و خلقتہ من طین" سے محفوظ رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چونکہ حسب و نسب پر ایمان نہ صرف کبر و غرور کی جڑ ہے بلکہ یہ شیطانی عصبیت بنی نوع انسان کی گردن میں اندھی تقلید کا ایسا طوق بن جاتی ہے جس سے انسانی فکرو فہم اور قلب و نظر کے تمام قویٰ شل ہو جاتے ہیں، انسان اپنے خالق حقیقی کو ایک کونے میں بٹھا کر کئی مصنوعی خالقوں کا بندہ بن جاتا ہے، ارتقائے انسانیت کی تمام راہیں مسدود ہو کر رہ جاتی ہیں، اور زمین پر معاشرتی تخریب شروع ہو جاتی ہے، کھوٹے اور کھرے کی تمییز باقی نہیں رہتی، اندھی تقلید کے جنون میں تحقیق و تدقیق اور تنقید و تفکیر کے اعمال ناقابل معافی جرائم سمجھے جاتے ہیں، اس کی اصلاح ہدایت الہی انسانی فکرو نظر کو بیدار کر کے کرتی ہے۔ اقوام ماضیہ کی گمراہی کا سبب آباء و اجداد کی روایات کی اندھی تقلید اور ان پر ایمان تھا۔ کتاب اللہ نے اس حقیقت کی مختلف مقامات پر وضاحت کی ہے۔

و اذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ آباءنا
او لو کان آباؤھم لایعقلون شیئا و لا یھتدون (البقرۃ - ۱۷۰)

اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالی نے نازل فرمایا ہے اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ سیدھے راستے پر ہوں (تب بھی وہ ان ہی کی تقلید کئے جائیں گے۔)

سورۂ لقمن میں اس اندھی تقلید کی راہ پر چلنے والوں کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

الم تروا ان الله سخر لکم ما فی السموات و ما فی الارض واسبغ
علیکم نعمه ظاهرة و باطنة" و من الناس من یجادل فی الله بغیر
علم ولا هدی ولا کتب منیر۔ واذا قیل لهم اتبعوا ما انزل الله قالو
بل نتبع ما وجدنا علیه آباءنا اولو کان الشیطن یدعوهم الی
عذاب السعیر (لقمن - ۲۰ - ۲۱)

ترجمہ : کیا تم لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ اللہ تعالی نے تمہارے کام پر لگا رکھا ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی تمام نعمتیں پوری کر دی ہیں۔ لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر کسی علم، ہدایت اور روشن کتاب کے جھگڑتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالی نے نازل فرمایا ہے اس کا اتباع کرو تو وہ کہہ دیتے ہیں نہیں بلکہ ہم تو اس کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء و اجداد کو پایا ہے کیا اگرچہ شیطن ان کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا ہو تب بھی (وہ اس کی اتباع کئے جائیں گے)

اس قسم کے بلا تحقیق و استدلال ہٹ دھرمی کرنے والے لوگوں کے متعلق جو نہ آیات کائنات میں غور و فکر کر کے اپنے خالق حقیقی کے بتائے ہوئے طریق پر زندگی گذارنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور نہ کسی دلیل و برہان کو ماننے کے لئے تیار ہوتے ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے :-

و کذلك ما ارسلنا من قبلك فی قریة" من نذیر الا قال مترفوها انا وجدنا
آباءنا علی امة" و انا علی اثرهم مقتدون۔ قال اولو جئتکم باهدی مما
وجدتم علیه آباءکم قالوا انا بما ارسلتم به کفرون
(الزخرف - ۲۳ - ۲۴)

ترجمہ : اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان ہی کے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔ اس پر ان کے پیغمبر نے کہا کہ کیا (رسم آباء ہی کا اتباع کئے جاو گے) اگرچہ میں منزل مقصود پر پہنچانے والا اس سے بہتر طریقہ تمہارے پاس لے آؤں جس پر تم نے اپنے آباء کو پایا ہے کہنے لگے ہم تو اس دین کو مانتے ہی نہیں جو تمہیں دے کر بھیجا گیا ہے۔

غرض قبل از اسلام عرب معاشرہ کی تنظیم کا بنیادی عامل یہی نسب کا رشتہ تھا اور اس رشتہ کے علاوہ ان کے ہاں کوئی ایسا دین نہ تھا جس کے احکام کی پابندی ان پر لازمی قرار پاتی اور جو ان کی اجتماعی وحدت کے بندھنوں کو مضبوط کرتا۔

یہی وجہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ و سلم نے دین " الاسلام " کی تبلیغ شروع کی، پہلے پہل تو لوگ اسے سنتے رہے اور مذاق اڑاتے رہے۔ لیکن جب آپ نے ان کے بتوں کی مذمت کی اور ان کے آباء واجداد کے کفر پر مرنے کے بارے میں اعلان کیا تو وہ آپ کے سخت دشمن ہوگئے اور آپ سے نفرت کرنے لگے (۱۸)۔ اسی امر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رض نے فرمایا تھا فتعظم علی العرب ان یترکوا دین آباءھم فخص اللہ المهاجرین الاولین من قومہ بتصدیقہ۔ (۱۹) عربوں کو اپنے آباء و اجداد کی دینی روایات چھوڑنا شاق گذرتا تھا پس اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کی قوم ہی سے مہاجرین اولین کو آپ کی تصدیق کے لئے منتخب فرمایا۔

آباء و اجداد پر فخر و غرور کرنا عربوں کی گھٹی میں پڑ چکا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فتح مکہ کے دن جو خطبہ دیا اس میں آپ نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا۔

یا معشر قریش ! ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیہ و تعظمھا بالآباء۔ الناس من آدم و آدم خلق من تراب ثم تلا۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی۔ ...(۲۰)

(اے گروہ قریش اللہ تعالی نے جاہلیت کی نخوت اور آباء واجداد کے نام پر عظمت کے اظہار کو تم سے دور کر دیا ہے۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے) اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۳ تلاوت فرمائی جو اسلامی معاشرہ میں عزت و احترام اور عظمت و بزرگی کا بنیادی اصول واضح کرتی ہے " اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شعوب و قبائل میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو خدا تعالی کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو "

اس عرب معاشرہ میں حسب و نسب کی بناء پر عصبیت اور نسل کی بنیاد پر معاشرتی جمعیتوں کی تقسیم میں ان کے قدرتی و سائل اور بنیادی ذرائع معاش کا بھی بہت دخل تھا۔ زمین جو پیدائش دولت و معاش کا منبع و مصدر ہے زیادہ تر ریگستانی اور چٹیل تھی اگر بعض مقامات پر زرخیز و قابل کاشت تھی تو وہ بھی باران رحمت کی منتظر و محتاج ، کاروا نہائے تجارت کے مال و اسباب کے لئے وہ دوسروں کے محتاج تھے۔ صنعت و حرفت کے لئے ان کے پاس خام مال اس قدر کم تھا کہ وہ اپنی ضروریات کو بھی پورا نہیں کر سکتے تھے۔ قدرتی اور جغرافیائی حد بندیوں نے انہیں اس طرح محصور کر رکھا تھا کہ وہ کبھی کسی مہذب و متمدن سلطنت کے زیر اثر نہیں آئے تھے۔ اس لئے ابھی تک وہ معاشرتی لحاظ سے فطرت و جبلت صحیحہ کے زیادہ قریب تھے۔ ان کی پوری آبادی اپنی معاشرتی احتیاجات کے پیش نظر بدویت و حضریت میں منقسم تھی انہیں حصول معاش کے لئے جان جوکھوں میں ڈالنا پڑتی۔ تلاش معاش میں وہ اکثر باہم دگر برسر پیکار رہتے۔ تلاش معاش میں صحرا ، چٹیل میدانوں ،

اور خشک پہاڑوں کی خاک چھاننا پڑتی، گرم سرد ہواؤں میں مارے مارے پھرتے۔ اس زندگی نے انھیں نہایت جفاکش، جری، بہادر اور جنگجو بنا رکھا تھا۔ پانی کے ذخائر سر سبز و شاداب چراگاھوں اور زرخیز مقامات کی تلاش میں جب وہ نکلتے تو اکثر اوقات لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی۔ معاشی تنگدستی اور مفلوک الحالی کی بنا پر بدو آبادی اکثر اوقات کاروانہائے تجارت کو بھی لوٹ لینے پر آمادہ ھوجاتی۔ ان جغرافیائی اور معاشی عوامل نے بھی انہیں حسب و نسب کی بنا پر معاشرتی طبقہ بندی کرنے پر مجبور کر رکھا تھا۔ اور کسی بھی تہذیب و تمدن سے مغلوب نہ ھونے کی بنا پر ان میں ابھی فطرتی قرابت داری کی محبت کا عنصر بھی غالب تھا ہ

حواشی

(۱) ۱ - انسائیکلوپیڈیا آف اسلام - نیو ایڈیشن ۱۹۶۰ء - ج ۱ ص ۸۸۳

۲ - کتاب العرب قبل الاسلام - جرجی زیدان - قاھرہ ۱۹۳۹ء ص ۱۰۳

۳ - ارض القرآن - سید سلیمان ندوی - مطبع معارف اعظم گڈھ ۱۹۵۵ء ج ۱ - ص ۵۸

(۲) ۱ - معجم ما استعجم - عبداللہ بن عبد العزیز البکری - قاھرہ ۱۹۴۵ء ج ۱ - ص ۱ تا ۹۰

۲ - نہایۃ الارب فی معرفۃ انساب العرب - ابو العباس احمد القلقشندی - قاھرہ ۱۹۵۹ء ص ۱۶

۳ - Sir Henry Smith-Historian's history of the world. نیویارک - ۱۹۰۴ - ج ۸ ص ۲ - ۳

۴ - ارض القرآن - سید سلیمان ندوی - مطبع معارف اعظم گڈھ ۱۹۵۵ء ج ۱ - ص ۶۹ تا ۸۷

۵ - Islam ڈاکٹر حسن ابراھیم - بغداد ۱۹۶۷ء ص ۱۶

(۳) حجۃ اللہ البالغہ - احمد شاہ ولی اللہ - مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ ج ۱ - ص ۹۹

(۴) حجۃ اللہ البالغۃ - احمد شاہ ولی اللہ - مطبوعہ مصر ۱۳۲۲ھ ج ۲ - ص ۹۱

(۵) Emory S. Bogardus - Sociology نیویارک - ۱۹۵۴ء ۴ تا ۱۵

(۶) مفضلیات - المفضل بن محمد الضبی - مطبوعہ دارالمعارف - مصر ۱۹۵۲ء ص ۳۵۶

(۷) ایضاً ص ۱۷۵

(۸) دیوان الحماسہ - ابو تمام الطائی - باب الحماسہ

(۹) ایضاً - باب الھجاء

(۱۰) ایضاً باب الاضیاف والرائج

(۱۱) ایضاً باب الحماسہ

(۱۲) نہایة الارب فی معرفة النساب العرب ۔ ابو العباس احمد القلقشندی بغداد ۱۹۵۹ء ص ۱۱۳

(۱۳) جمہرة خطب العرب ۔ احمد زکی صفوت ۔ قاہرہ ۔ ۱۹۶۲ء ج ۱ ۔ ص ۳۲

(۱۴) مسند ۔ ۱ ۔ الامام احمد بن حنبل الشیبانی ۔ قاہرہ ۔ ط اول ج ۵ ص ۳۴۲

۲ ۔ صحیح مسلم ۔ الامام مسلم بن الحجاج القشیری ۔ کتاب الجنائز باب ۹۴

(۱۵) مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی جلد ۵ ص ۱۰

(۱۶) الموطا ۔ امام مالک بن انس ۔ کتاب الجہاد ۔ باب ۳۵

(۱۷) صحیح بخاری ۔ امام محمد بن اسماعیل البخاری ۔ کتاب الایمان ۔

(۱۸) الطبقات الکبریٰ ۔ ابن سعد ۔ بیروت ۱۹۵۷ء ج ۱ ۔ ص ۱۹۹

(۱۹) جمہرة خطب العرب ۔ احمد زکی صفوت ۔ قاہرہ ۱۹۶۲ء ج ۱، ص ۱۷۴

(۲۰) ایضاً ج اول ۔ ص ۱۵۴